قرآن کریم کی رو سے حقیقی مسلمان کون ہے؟

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍ جون ۱۹۸۱ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلا ہفتہ چند دن بیماری میں گزرے اور آج بیماری کا اثر، ضعف اور گرمی تکلیف دے رہے ہیں لیکن میں اس لئے آ گیا کہ آج میں اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا تھا جو میں نے شروع کیا ہوا ہے اور جس پر تمہیدی کئی خطبے میں دے چکا ہوں۔ مضمون جو باقی رہ گیا ہے وہ خاصا لمبا ہے۔ مختصر کروں گا خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ اس رنگ میں اختصار ہو کہ آپ اس کی روح کو سمجھ سکیں۔

پہلی بات آج کے خطبہ میں یہ ہے کہ مسلمان کون ہے قرآن کریم کی رو سے؟ اس کے متعلق میں چند آیات پڑھوں گا اس وقت جو میں نے منتخب کی ہیں بہت سی آیات میں سے اور ایک آئیڈیا (Idea) کے بعد دوسرا یعنی تسلسل آئے گا اور وہ ایک نتیجے پر پہنچ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں فرماتا ہے۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام:۱۲۶) جسے اللہ ہدایت دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے، شرحِ صدر پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے محاورہ میں شرحِ صدر کا پیدا ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبر کرنا ایک چیز نہیں بلکہ متضاد ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ

صَدْرًا (النحل: ۱۰۷) سورۃ انعام کی آیت کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کافر کو جبراً کافر اور گمراہ کو جبراً گمراہ بنا تا ہے بلکہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اپنی رحمت سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ وہ کسی قسم کے گند میں، گندی زیست میں نہ پڑ جائے، گندے اخلاق اور اخلاقی لحاظ سے بدصحبت میں نہ چلا جائے، اس کی عادات خراب نہ ہو جائیں کہ اس کے لئے دینِ اسلام کی پابندیاں اٹھانا مشکل ہو جائے، سینہ میں انقباض پیدا ہو جائے اور بشاشت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا نباہنا اس کے لئے قریباً ناممکن ہو جائے تو جبر نہیں، رحمت ہے اور اس کے لئے یہ اعلان کیا گیا کہ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اسلام کے لئے شرحِ صدر پیدا کرتا ہے۔

سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (البقرۃ: ۱۱۳) جو بھی انشراحِ صدر کے ساتھ اپنے اسلام کا اعلان کرے۔ مَنْ اَسْلَمَ یہ اعلان کہ میں مسلمان ہوں اور اسلام کا پابند رہوں گا یہاں کسی جبر کا اعلان نہیں ہوا بلکہ ہر شخص نے اپنی مرضی سے اپنی رضا کے ساتھ یہ اعلان کرنا ہے کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان ہوتا ہوں، اسلام کی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے انشراحِ صدر کے ساتھ تیار ہوں۔ پس خدا تعالیٰ نے انشراحِ صدر کے جو سامان پیدا کئے اس میں جبر نہیں تھا، حالات ایسے پیدا کئے گئے تھے کہ اگر کوئی شخص خود اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے کے لئے اور اس کے قرب کی راہوں کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہو تو اس کا اپنا نفس اور اس کا اپنا شیطان اس کی راہ میں روک نہ بن جائے۔ یہاں فرمایا ہے جو بھی انشراحِ صدر کے ساتھ اپنے اسلام کا اعلان کرے اور اعمالِ صالحہ احسن طریق پر بجالائے وَهُوَ مُحْسِنٌ تو اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بدلہ مقرر ہے اور ایسے مسلمانوں کو جو خود اپنی مرضی سے بشرحِ صدر اسلام کی ذمہ داریاں قبول کرتے ہیں نہ آئندہ کا کوئی خوف ہوگا ان لوگوں کے لئے (جیسا کہ میں آگے بتاؤں گا بہت سی بشارات قرآن کریم میں ہیں) اور نہ وہ کسی سابق نقصان اور لغزش پر غمگین ہوں گے کیونکہ ان کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور مستقبل الٰہی بشارات کی خوشیوں سے معمور ہوگا۔

مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ انشراحِ صدر سے اسلام کا اعلان کیا کہ اسلام کی ذمہ داریاں میں قبول کرتا ہوں اس کی تشریح اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کی ان آیات میں کی۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ. (الانعام: ۱۶۳، ۱۶۵)

اس سے پہلے کی آیت میں جو میں نے نہیں پڑھی ایک ٹکڑا یہ ہے قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الانعام: ۱۶۲) میرے رب نے صراطِ مستقیم کی طرف میری ہدایت کردی اور انشراحِ صدر مجھے پیدا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس امر کا حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ تو کہہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بناؤں یا رب سمجھوں؟ حالانکہ وہ ہر ایک چیز کی پرورش کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس آیت کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ تدبیریں دو قسم کی ہیں ایک دعا کے ساتھ تدبیر دوسرے مادی دنیا کی تدبیریں ہیں عمل ہے، منصوبے بنائے ہیں، ان پر چلنا ہے، ماحول ایسا پیدا کرنا ہے، گھر میں دین کی باتیں کرنی ہیں، بچوں کی ہدایت کے لئے کوشش کرنی ہے، ان کے دل میں خدا اور رسول کا پیار پیدا کرنا ہے۔ ان کے کان میں دین کی باتیں ڈالنی ہیں، قرآن کریم سننا ہے ان سے، پڑھانا ہے ان کو وغیرہ وغیرہ ہزار قسم کی تدبیر کی جاتی ہے۔ پہلی تدبیر تو صَلَاتِیْ ہے کہ میری دعا جو ہے وہ ساری کی ساری ''لِلّٰهِ'' اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کے قرب کو پانے کے لئے ہے اور میری کوشش اور تدبیر بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔ (وَمَحْيَایَ) انسانی زندگی کسی ایک ٹھوس چھوٹی سی چیز کا نام نہیں۔ ستر سالہ زندگی میں بلوغت کے بعد سترہ۔ اٹھارہ سال کے بعد چلو بیس سال نکال دو پچاس سال کی عملی زندگی میں دن میں بیسیوں بار شاید سینکڑوں بار انسانی زندگی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ زندگی کے یہ لمحات کس طرح گزارنے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان ہے وہ یہ کہتا

ہے کہ میری زندگی کی ہر کروٹ، اور ہر حرکت جو اس میں پیدا ہوتی ہے خدا کے لئے ہے اور یہ محض زندگی ہی نہیں، یہ ایک مرکب ہے، زندگی اور موت کا اور یہ جو مرکب ہے اس کو بیان کرنے کے لئے، اس کو واضح کرنے کے لئے میں انسانی جسم کی ایک مثال دیتا ہوں یعنی زندگی کا ہر لمحہ، جس طرح زندگی سنوارنے کی کوشش کا نام ہے زندگی کا ہر لمحہ اسی طرح موت سے بچ جانے یا بچنے کی کوشش کا نام ہے۔

سائنس دانوں نے تحقیق کی ہے کہ جس وقت انسانی دماغ میری اس انگلی کو حکم دیتا ہے کہ ہل، اس میں حرکت آ جاتی ہے۔ تو یہ ایک بجلی کی کرنٹ ہے جو نروز (Nerves) کے ذریعے میری انگلی تک پہنچتا ہے یہ حکم، وہ کرنٹ دماغ سے حکم لے کر جب پہنچتی ہے انگلی تک تب یہ حرکت پیدا ہوتی ہے اور یہ حرکت نروز (Nerves) کے ذریعے چلتی ہے اور نرو ایک مسلسل دھاگہ نہیں جو ٹوٹا ہوا نہ ہو بلکہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں نروز کے جن کے درمیان فاصلہ ہے بڑا خفیف سا فاصلہ لیکن فاصلہ ہے اور یہاں سے یہ کرنٹ بجلی کی جمپ (Jump) کر کے گزر نہیں سکتی۔ عجیب ہے خدا کا نظام جس وقت نرو (Nerve) حکم لے کے اس مقام پر پہنچتا ہے تو وہاں ایک پل بن جاتا ہے، درمیان میں ایک کیمیکل (Chemical) آ جاتا ہے جو دو نروز (Nerves) کے درمیان پل کا کام دیتا ہے جس پر سے گزر کے حکم آگے چلا جاتا ہے اور اس انگلی تک پہنچنے کے لئے اس حکم کو سینکڑوں، شاید ہزاروں پلوں کی ضرورت ہو اس قسم کے جو کیمیاوی پل ہیں جو بنتے ہیں اور کرنٹ کو آگے لے جاتے ہیں اور انہوں نے یہ تحقیق کر کے معلوم کیا کہ جس وقت وہ حکم گزر جاتا ہے اس پل پر سے، اسی وقت وہ پل ٹوٹ جاتا ہے اور پھر دونوں نروز کے درمیان ایک فاصلہ آ جاتا ہے اور اگر نہ ٹوٹے تو اس وقت موت واقع ہو جاتی ہے۔ تو ایک معمولی سا حکم دماغ سے انگلی تک پہنچانے کے لئے، انسان ہزاروں موتوں میں سے گزرتا ہزاروں موتوں سے بچایا جاتا ہے۔

تو مَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ میری زندگی اور میری موت یہ دونوں جسمانی لحاظ سے بھی، اخلاق اور روحانی لحاظ سے بھی، موت اور زندگی کے ایک مرکب کی شکل میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایک مومن کہتا ہے کہ جس طرح میری زندگی کا ہر لمحہ، جب ایک نئی حرکت اس میں پیدا ہو، ایک نئی

کوشش ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی، اسی طرح جب ہر لمحۂ زندگی میں شیطان میرے سامنے اخلاقی اور روحانی موت لے کر آتا ہے۔ تو میں اس شیطانی موت کی آنکھ میں آنکھ ڈال کے کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا بندہ ہوں، تیرا وار مجھ پر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور اس طرح مَمَاتِیْ لِلّٰہِ ہر لمحۂ زندگی میں موت کے سامنے آنے پر میرا ردِعمل جو ہے یہ ہے کہ اخلاقی اور روحانی موت سے بچنے کی کوشش وہ لِلّٰہِ خدا کی رضا کے لئے اس کے قرب کے حصول کے لئے اور انسان کے نفس کے دشمن اور خدا تعالیٰ کے بندوں کو بہکانے والی جو طاقتیں ہیں اس دنیا میں، شیطانی اثر اور نفوذ کے ماتحت کرنے والی، ان کو ناکام کرنے کے لئے ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے اس یقین پر قائم کیا گیا ہے کہ عالمین کی ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کرسکتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کی قوتیں اور صلاحیتیں اور استعدادیں بھی اور ہر دوسری شے کی استعداد بھی درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔

لَا شَرِیْکَ لَهٗ رب ایک ہی ہے جس سے میں نے ربوبیت حاصل کرنی ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یہ فقرہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جب آیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نوعِ انسانی میں سب سے بڑا مسلمان میں ہوں۔ اسلام کو سمجھنے والا، عرفانِ الٰہی رکھنے والا، خدا تعالیٰ کی صفات کی معرفت رکھنے والا، اسلام کے لئے زندگی اور اسلام کے لئے موت ہر دو کیفیات میں وقفِ زندگی اور ردِعمل جو موت کا ہے اس میں اپنے آپ کو للّٰہی وقف کرنے والا، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس سے قرب کو پانے کے لئے لیکن جب ہر دوسرے آدمی کے متعلق اس کو استعمال کیا جائے تو اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جو استعدادیں دی ہیں ان کی کمال نشوونما کے بعد جو میرا مقامِ عروج ہے اس تک پہنچنے کی کوشش کرنے والا۔

ایک مجاہدہ ہے، ایک ہجرت ہے (اس وقت وہ میرا مضمون نہیں ہے وہ اشارے ہیں) مجاہدہ ہے ہر لمحہ جو زندگی کا ہے اس میں بھی اور مجاہدہ ہے ہر وہ موت نئی سے نئی جو انسان کے

سامنے آتی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے انسان کہتا ہے کہ میں تیرا نہیں، میں خدا کا ہوں بندہ۔ اس واسطے تیرا اثر مجھ پر نہیں ہوگا۔ اس واسطے تیرا اثر مجھ پر نہیں ہوگا۔ تو وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْ رَبًّا کیا اللہ کے علاوہ میں کسی اور کو رب تسلیم کروں حالانکہ میں نے اپنے نفس میں بھی یہ پایا کہ اس کے علاوہ کوئی ہستی میری ربوبیت نہیں کرسکتی اور دنیا کی ہر شے کا جب میں نے مشاہدہ کیا، میں نے یہی مشاہدہ کیا کہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی بجائے رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ کے علاوہ اور کوئی رب نہیں جو ان کی درجہ بدرجہ ترقیوں کے سامان پیدا کر کے ان کو کمال تک پہنچانے والا ہو۔

تو یہ تین باتیں ہمیں ایک خاص مقام تک لے گئیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے۔ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ اس کی زندگی میں ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ اسلام قبول کرنے میں انقباضِ صدر نہیں ہوتا بلکہ انشراحِ صدر ہوتا ہے، اس کو محفوظ کیا جاتا ہے ایسے ابتلاؤں سے جس کے نتیجے میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔ چونکہ انقباض نہیں ہوتا، وہ اپنی مرضی اور رضا سے اعلان کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اور ساری ذمہ داریاں قبول کرتا ہوں اور زبان سے صرف اقرار نہیں ہوتا بلکہ اس کا عقیدہ جو ہے وہ بھی اور اس کے اعمال جو ہیں وہ بھی ایسے ہیں کہ ان میں بہترین حسن پایا جاتا ہے۔ اَحْسَنَ کے معنی عربی میں ہیں بہترین طریقے پر کسی چیز کو کرنا۔ تو وہ صحیح عقیدہ کو پہچانتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس قسم کے اعمال کو پسند کرتا ہے اور کون سے اعمال اسے پیارے ہیں، پھر خالی بے دلی سے وہ نہیں کرتا، بے رغبتی سے وہ نہیں کرتا بلکہ پوری کوشش سے جس قدر حسن اور نور اپنے اعمال میں پیدا کرسکتا ہے کوشش کرتا ہے کہ وہ حسن اور نور پیدا ہو جائے اور اس کی زندگی ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ ہے اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

جب کیفیت ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے ہی جیسا کہ میں نے بتایا یہ سامان پیدا کئے ہیں اس کو استعداد دی، اس استعداد کو خرابی سے اور کیڑا لگ جانے سے اور

شیطانی اثرات سے اور بے رغبتی سے اور جہالت سے اور بے رخی سے اور محبت الٰہی کے فقدان سے محفوظ رکھا اور اعلان کروایا اللہ تعالیٰ نے ہی کیا نا سارا سامان اس واسطے اعلان ہو گیا اسلام کا مسلمان کون ہے؟ یہاں پہنچ گئے؟ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج:۷۹) اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ دنیا کے کسی انسان کو، دنیا کی کسی حکومت کو، دنیا کی کسی دولت کو، دنیا کے کسی جتھے کو، دنیا کے کسی سیاسی اقتدار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کہے یہ حالات پیدا کرنے میں میرا دخل ہے اور اس وجہ سے کوئی مسلمان بنتا ہے، کوئی کافر بن جاتا ہے۔ نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کیا پچھلی آیتوں میں کہ یہ حالات میں نے پیدا کئے اور ان کے مطابق میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ جس شخص کے کان میں یہ آواز پڑے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام مسلمان رکھ دیا اور ساری دنیا شور مچاتی رہے کہ وہ مسلمان نہیں تو کیا ردعمل ہوگا اس کا ساری دنیا کے شور اور چیخ وپکار کے مقابلے میں۔ کہے گا خدا مجھے کہتا ہے میں مسلمان ہوں، تمہاری میں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ پہلا نکتہ ہے جو میں تفصیل سے بیان کرنا چاہتا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا میں یہی دستور ہے، ہمارے ملک میں بھی رہا ہے۔ مغل بادشاہ کسی کو دس ہزاری کا خطاب دے دیتے تھے، کسی کو آٹھ ہزاری کا، کسی کو سات ہزاری کا۔ وہ عقل مند، صاحبِ فراست لوگ تھے، دنیوی اقدار کی ذمہ داریوں کو سمجھتے تھے، وہ مذاق نہیں کرتے تھے نہ اس شخص سے جس کو مثلاً دس ہزاری کا خطاب دیا نہ اپنے معاشرہ سے نہ اپنی قوم سے بلکہ جسے دس ہزاری کا خطاب دیتے تھے اور ممکن ہے بعض بچے سمجھیں نہ کہ دس ہزاری ہے کیا چیز؟ اس لئے سمجھا دوں وہ اس کو کہتے تھے کہ میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ تم میرے لئے دس ہزار کی تعداد میں فوج تیار کرو یہ حکم دے دیا۔

اب دس ہزار کی فوج بادشاہ کے حکم سے نہیں بنتی۔ یہ تو ہر ایک سمجھ جائے گا۔ اس کے لئے بہت سے سامانوں کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے کچھ تو حکومتِ وقت کے جو قوانین ہیں وہ ایسے ہونے چاہئیں جن میں دس ہزار کی فوج کی صحیح تربیت اور ٹریننگ ہو سکے اور خوشحالی ہو، اطمینانِ قلب ہو ان کے دل میں۔ اور اس کے لئے ضرورت ہے دس ہزار خاندانوں کی پرورش

کرنے کی، ان کو کھانا دینے کی، ان کو کپڑے دینے کی، ان کی صحتوں کو قائم رکھنے کی۔ اس کے لئے ضرورت ہے دس ہزار فوجیوں کے لئے اسلحہ اور ان کی یونیفارم پر خرچ کرنے کی۔ اس کے لئے ضرورت ہے ان کے اوپر ایسے انسٹرکٹرز (Instructors) رکھنے کی جو ان کو تربیت دیں اور مہارت ان کے اندر پیدا کریں۔ بڑے خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ تو جس وقت بادشاہ سلامت کسی کو دس ہزاری کا خطاب دیتے تھے تو اس کو اتنی جائیداد بھی اس حکم کے ساتھ ہی دیتے تھے جس کی آمد سے ایک شخص دس ہزار کی فوج Recruit کر سکتا تھا، ان کی تنخواہیں دے سکتا تھا اور ان کی ٹریننگ کر سکتا تھا، ان کو اسلحہ خرید کے دے سکتا تھا اور ان کی تربیت کر سکتا تھا اور ان کو ایک ماہر فوجی بنا سکتا تھا۔ تو آپ کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم کے ذریعہ دنیا میں اعلان کرے کہ میں تمہیں مسلمان کا خطاب دیتا ہوں اور مسلمان کے لئے جن بشارتوں کی ضرورت ہے اس کا کوئی ذکر ہی نہ کرے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا عقلاً نہیں ہو سکتا۔ وہ جو عقل و فراست کا منبع اور سرچشمہ ہے اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ ان چیزوں کو بھول جائے گا درست نہیں وہ تو نہیں بھول سکتا، بھول ہی نہیں سکتا۔

یہ دوسری بات ہے جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم نے اعلان کیا سورۂ بقرہ آیت ۹۸ میں ہے۔ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ کہ قرآن کریم کی جو یہ ہدایت ہم نے دی ہے تمہارے ہاتھ میں، یہ تمہارے لئے ہدایت کی راہوں کو بھی روشن کرتی ہے۔ ایک ذمہ داری یہ تھی نا بھٹک نہ جاؤ اس کا سامان اس میں رکھ دیا۔ دوسرے یہ تھی کہ دنیا کے سارے اختلاف انشراحِ صدر کو مکدّر نہ کریں بلکہ ہنستے کھیلتے خدا کی راہ میں تم قربانیاں دیتے چلے جاؤ، آگے بڑھتے چلے جاؤ، وَ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ بشارتوں سے بھری ہوئی ہے یہ کتاب عظیم۔

سورۂ نحل میں فرمایا۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ (النحل: ۹۰) ہم نے ایک کامل کتاب قرآن کریم کی شکل میں تیرے پر نازل کی تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہر ضروری چیز روحانی، اخلاقی، ذہنی اور جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی ہدایت جو ہے وہ اس کے اندر ہے، ہر ضروری چیز اس کے اندر پائی جاتی ہے اور ہر ضروری چیز کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اس کے اندر کوئی ابہام نہیں ہے، کوئی اشتباہ نہیں ہے بلکہ کھول کے ہر چیز کو بیان کر دیا گیا ہے۔ وَ هُدًى اور

زندگی اور موت کے ہر مرحلہ میں جب انسان کو ہدایت کی ضرورت پڑتی ہے قرآن کریم کہتا ہے آؤ میرے پاس، میں تمہیں اس راہ پر چلاؤں گا جس راہ پر چل کے تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہو۔ وَ رَحۡمَۃً اور ایسی راہیں بتاؤں گا کہ جن پر چل کے تم خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو، بے شمار رحمتوں کو جیسا کہ دوسری جگہ ذکر کیا کہ اَسۡبَغَ یعنی بارش کی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ایسے انسانوں پر نازل ہوتی ہیں، وہ راہیں تمہارے پر کھولی جائیں گی۔ وَ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ اور قرآن کریم بشارتوں سے بھرا پڑا ہے۔

اب کامل اور حقیقی مسلمان جو ہے اس کو تو خدا تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ جو اس نے مجھے بشارتیں دی ہیں وہ میری زندگی میں پورا کرے گا۔

یہاں پھر سوال پیدا ہوتا ہے ہمارے دماغ میں کہ ناٹ مسلم (Not Muslim) قرار دینا تو آسان ہے لیکن ان بشارتوں کو کسی مسلمان شخص کی زندگی میں ظاہر ہونے سے روک دینا جو مسلمان کے لئے دی گئی ہیں یہ تو ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کو منصوبہ میں ناکام نہیں بنایا جاسکتا۔ اس واسطے اس سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بشارتیں دی ہیں وہ مالکِ کل اور قادر مطلق ہے اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اس نے حقیقی اور سچے مسلمانوں کو جو بشارتیں دی ہیں ہو نہیں سکتا کہ وہ پوری نہ ہوں یقیناً پوری ہوں گی ان کی زندگی میں۔

اب اس کی تفصیل کہ وہ بشارتیں کیا دیں؟ مومن مسلم کو اللہ تعالیٰ نے کیا بشارتیں دی ہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا پچھلے خطبوں میں کہ جو جنتیں اور ان کی کیفیات اور ان کے حسن اور ان کی زندگی کا اطمینان اور خوشحالی مَیں وہ ذکر نہیں کروں گا اپنے ان خطبات میں بلکہ جو اللہ تعالیٰ کا ایک مومن مسلمان سے سلوک قرآن کریم میں بیان ہوا ہے صرف وہ سلوک جو ہے وہ میں بیان کروں گا۔

میں نے فاسق فاجر کے متعلق کہا تھا کہ وَ مَا دُعٰٓؤُا الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ (المؤمن:۵۱) قرآن کریم نے اعلان کیا کہ جو مومن اور مسلم نہیں ناٹ مسلم (Not Muslim) ہیں ان کی دعا اور چیخ و پکار ضائع ہو جاتی ہے قبول نہیں کی جاتی۔ مومن کے متعلق کیا کہا؟ مومن کے متعلق یہ کہا وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ (البقرۃ:۱۸۷) جو میرے

بندے بن جائیں حقیقی معنی میں میرے ہو جائیں تو ان کے دل میں تڑپ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول کرے اور ہم سے ہم کلام ہو۔

پس قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے اپنے نفوس اور تمہارے رشتہ داروں سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہوں۔ اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جو پکارے گا مجھے مومن اور مسلم اس کو میں جواب دوں گا اور ان کو بھی چاہیئے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں یعنی سچے مومن رہنے کی، سچے مسلمان بننے کی کوشش کرتے رہیں اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیں تا کہ قبولیتِ دعا کے نتیجہ میں ہدایت پر اور زیادہ پختہ ہو جائیں۔ یہ ہدایت کوئی ایسی ٹھوس چیز نہیں کہ جو بس ایک دفعہ مل گئی ایک جیسی ہر ایک کو مل گئی اور ختم ہو گیا معاملہ بلکہ اس ساری زندگی میں بھی ہدایت میں، قربِ الٰہی میں، خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول میں اس کی رضا کی جنتوں کا جو تخیل ہے کہ آدمی کو حاصل ہو جاتی ہیں اس کی رضا کی جنتیں وہ اس میں ٹھہرتی نہیں بلکہ ہر آن، ہر روز، ہر مہینے میں اس میں زیادتی ہونی چاہیئے اور جو سچا حقیقی مومن ہے ہوتی ہے زیادتی اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد جس جنت کا وعدہ دیا گیا ہے اس میں عمل کوئی نہیں۔ قرآن کریم کی آیات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہمیں بتا رہی ہے کہ عمل میں وہاں لیکن امتحان نہیں یعنی عمل ہے اس کی جزا ملے گی، وہاں یہ خطرہ نہیں ہے کہ امتحان میں کوئی شخص فیل ہو جائے گا اور جنت سے نکال دیا جائے گا۔ یہ خطرہ نہیں ہے اطمینان کی زندگی ہے، خدا کا پیار جو ہے وہ ہر روز بڑھتا چلا جائے گا۔

یہاں تو یہ کہا گیا تھا جو دعا کرنے والا مجھے پکارے تو اس کی دعا قبول کرتا ہوں یہاں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ ہر مسلمان مومن کو ضرور مجھے پکارنا چاہیئے۔ ایک اصول بیان کیا۔ سورۂ مومن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:۶۱) دعائیں کرو مجھ سے، پکارو مجھے۔ وہاں حکم دیا ہے اور اتنا زور دیا ہے دعا کرنے پر کہ مومن مسلمانوں کو کہا کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم میرے حضور عمل کی دنیا میں کچھ پیش کر رہے ہو۔ نماز پڑھ رہے ہو، زکوٰۃ دے رہے ہو، دوسرے نیک اعمال بجالا رہے ہو مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:۷۸) اگر تم

دعا نہیں کرو گے تمہارے دوسرے اعمال بھی قبول نہیں کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری پرواہ کیا کرتا ہے۔

تو وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ کے مقابلے میں مومن کو یہ بشارت دی گئی کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول کرے گا۔ یہ انذاری پہلو مومن کے سامنے رکھا گیا کہ اگر دعا نہیں کرو گے خدا تعالیٰ تمہاری پرواہ نہیں کرے گا اور ان دو چیزوں کے بعد حکم دیا گیا اُدْعُوْنِيْٓ دعا کرو مجھ سے، میں قبول کروں گا۔ یہ پہلی بشارت ہے جو بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ کے ماتحت ملی۔

دوسری بشارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ جو مومن مسلم ہیں وحی کا دروازہ ان پر کبھی بند نہیں کیا جائے گا اور اس مسئلے کو سمجھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک اور اعلان کیا اور وہ اعلان یہ ہے کہ یہ کائنات جو ہے اس کی حیات، انسان کے علاوہ کائنات کی حیات، انسان کی روحانی حیات جو ہے اس معنی میں تو روحانی حیات کا ذکر نہیں ہے مثلاً درخت ہے، مثلاً پانی ہے، مثلاً ہیرا ہے، مثلاً حیوانات ہیں وہ بھی زندہ ہیں نا اور مر بھی جائیں گے ایک وقت آئے گا ایسا تو ان کے متعلق بھی یہ کہا ہے کہ ہر آن میری وحی کے محتاج ہیں۔ ایک چھوٹی سی شہد کی مکھی کو خدا کہتا ہے کہ (قرآن کریم میں آیا ہے) اور عیسائی یا دہریہ ریسرچ نے اسے ثابت کیا ہے کہ بعض ایسے دن اس کی زندگی میں آتے ہیں کہ اڑھائی ہزار دفعہ ایک دن میں اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وحی کے لفظ سے قرآن کریم نے اس چیز کو یاد کیا۔ اور یہ کیوں بتایا ہمیں؟ کیا اس لئے کہ ہم کتوں اور سؤروں اور شہد کی مکھیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں، وہ انسان جو خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اتنا ذلیل؟ نہیں بلکہ اس لئے بتایا ہے کہ ان کو اگر ضرورت ہے تمہیں زیادہ ضرورت ہے ان کے لئے ہم نے وحی کے دروازے بند نہیں کئے تمہاری ترقیات میں روک پیدا کرنے کے لئے تم پر وحی کا دروازہ کیسے بند کر سکتے ہیں۔

تو دوسری بشارت مومن کو دی گئی اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن ہم بھی بچے سے اس کے ذہن کے مطابق بات کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ تو سرچشمہ اور منبع ہے فراست اور عقل اور

ذہانت کا، وہ بچے سے اس کی زبان میں بات کرتا ہے۔۱۹۷۴ء میں اس چیز نے اتنا اطمینانِ قلب پیدا کیا جماعت میں، ہر روز میں پانچ، سات آٹھ، نو گھنٹے ملاقات کرتا تھا صرف ان کو مسائل بتانے کے لئے۔ بیسیوں بچے مختلف جماعتوں کے میرے سامنے بیٹھے ہوتے تھے میں ان سے پوچھتا تھا کسی کو کوئی سچی خواب آئی قریباً سارے بچے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اتنا بڑا احسان کیا ہے خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر کہ مسلمان کی جو یہ علامت تھی ان کی زندگیوں میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ان چند مہینوں میں پوری ہوئی۔ تو دوسری بشارت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ دی کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوگا وحی کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔

اور تیسری چیز یہ کہ خدا تعالیٰ کی آنکھ میں وہ کبھی غضب نہیں دیکھیں گے بلکہ پیار پائیں گے۔ یہ ایک رحانی کیفیت ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے افراد تو اس کو اچھی طرح پہچانتے ہیں لیکن بہر حال یہ ایک علامت بشارت کے طور پر مسلم مومن کی دی گئی ہے۔

چوتھی بشارت یہ دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مطہرین والا سلوک کرے گا اور مطہرین والا ایک سلوک یہ ہے کہ قرآن کریم کے مخفی اور چھپے ہوئے بطون جو ہیں اور وہ حقیقتیں جو عمیق اسرار کہلاتی ہیں وہ مومن مسلمان پر اپنی استعداد کے مطابق ظاہر کی جائیں گی اور کھولی جائیں گی۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعة:۸۰) کے مطابق۔

اور پانچویں یہ بشارت دی گئی ہے کہ اے مسلمانو اور مومنو! اللہ تعالیٰ کافروں کو تم پر کبھی غلبہ نہیں عطا کرے گا۔ بہت بڑی بشارت ہے لیکن یہ اس بشارت کا ایک رخ ہے اور دوسرا رخ اس کا یہ ہے پھر یہ رخ بھی بڑی اہمیت والا ہے اس واسطے میں نے اس کو لیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مومنوں اور مسلمانوں کے راستہ کی تمام روکیں دور کر دی جائیں گی اور ان کے خلاف وہ تمام منصوبے ناکام بنا دیئے جائیں گے جو ان کے مخالف بنائیں گے اور جماعتِ احمدیہ کی ترانوے سالہ زندگی اس پر گواہ ہے۔ یہ نہیں کہ ہم آرام سے بیٹھے اور یہ نہیں کہ قرآن کریم کا یہ اعلان کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ ایمان کا دعویٰ کرنا کافی ہے یہ درست نہیں یہ ہمارے حق میں درست ہو گیا نہیں۔ ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، تیسرے کے بعد چوتھا ان ترانوے سال میں ترانوے نہیں ترانوے ہزار سے بھی زیادہ منصوبہ بنایا گیا جماعت کے خلاف اور روکیں پیدا

کی گئیں ترقی کی راہ میں لیکن ایک کے بعد دوسری روک، دوسری کے بعد تیسری روک، ہزاروں روکیں جو سامنے آئیں ان سب کو خدا تعالیٰ نے دور کر دیا اور سارے منصوبے جو جماعت کو ناکام کرنے کے لئے یا جماعت کو نابود کرنے کے لئے بنائے گئے ناکام ہو گئے۔ ابتدائی زندگی میں ہماری جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے تھے دنیا میں ایک شخص آپ کو قتل کر کے جماعت احمدیہ کو نابود کر سکتا تھا، خدا تعالیٰ نے وہ ''ایک'' نہیں پیدا کیا۔ پھر جب آپ کے گرد ہزاروں ہو گئے تو بیسیوں ہزاروں جو تھے وہ نابود کر سکتے تھے اگر ایک دس کی نسبت بھی رکھی جائے تو جو چار ہزار قرآن کریم کی بشارت کے مطابق چالیس ہزار کے اوپر بھاری تھا لیکن ایک لاکھ تو ان کو نابود کر سکتا تھا، وہ لاکھ نہیں پیدا ہوا۔ پھر وہ چھوٹے سے علاقے میں، پھر پنجاب میں، پھر ہندوستان میں پھیلے اور پھر یہ جماعت ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اور وعدہ یہ ہے کہ اگر ساری دنیا، دنیا کے سارے عیسائی، سارے یہودی، سارے بدھ مذہب والے، سارے بت پرست، سارے دہریہ، سارے اشتراکی اور دوسرے مذاہب والے اکٹھے ہو کر جماعتِ احمدیہ کو نابود کرنا چاہیں گے ناکام ہوں گے۔ خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ ترانوے سال میں ہماری آنکھوں نے اس بشارت کو پورا ہوتے دیکھا۔

دوسرے یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (اٰلِ عمران:۱۳۹) یہ کھول کے باتیں بیان کی گئی ہیں، یہ ہدایت ہے، یہ موعظہ ہے نصیحت ہے متقیوں کے لئے (قرآن کریم) اس لئے ہم تمہیں یہ کہتے ہیں کہ اپنے رب پر کامل توکل رکھو اور پورا یقین رکھو اور کمزوری نہ دکھاؤ اور غم نہ کرو تمہیں اس کی ضرورت نہیں۔ پورا توکل ہوگا اگر تمہارا، اگر تم تقویٰ پر قائم رہو گے۔ اگر ایمان اور اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو گے، اگر تم حقیقی اور سچے مومن رہو گے تو تمام شعبۂ ہائے زندگی میں بالادستی تمہیں ہی حاصل رہے گی۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اٰلِ عمران:۱۴۰) کا تعلق محض میدان جنگ سے نہیں۔ یہ تو ایک وقت میں مجبور ہو گیا تھا اسلام تلوار میان سے نکالنے کے لئے جب کفر نے تلوار میان سے نکالی اور مادی طاقت سے نابود کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے کہا اگر تم تلوار کا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو تو چلو ان ٹوٹی ہوئی تلواروں سے ہم اپنی قدرت کا تمہیں نشان دکھا دیتے ہیں اور دکھا دیا

لیکن اَعۡلَوۡنَ یعنی بالا دستی تمہاری ہے یہ تو نہیں کہا فلاں شعبہ زندگی میں اس واسطے تمام شعبہ ہائے زندگی میں بالا دستی تمہیں حاصل رہے گی۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ایک شرط لگائی ہے بڑی ضروری شرط ہے پہلے بھی بیان میں نے کیا ہے اس کو۔

تو یہ چھ بشارتیں قرآن کریم سے میں نے اٹھائی ہیں۔ ویسے بہت بشارتیں ہیں قرآن کریم میں۔

اور اب میں ختم کرتا ہوں بہت ہی لطف دیتی ہیں یہ آیات۔ سورۂ سجدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا (السجدة:۱۹) مومن اور فاسق ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔ میں نے فاسق، کافر، ظالم کا بھی بتایا تھا نا کہ اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ مومنوں کا بھی بتایا تھا۔ اس آیت میں یہ ہے کہ تم یہ اچھی طرح یاد رکھو، پلے باندھ لو اپنے کہ خدا تعالیٰ کا سلوک مومن اور کافر سے ایک جیسا نہیں ہوسکتا۔ بڑا عجیب اعلان ہے۔ مومن اور فاسق میں اللہ تعالیٰ نے ایک نمایاں فرق پیدا کیا ہے اور قرآن کریم نے اس کو بیان کر دیا ہے جس کی بعض مثالیں میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ یہ ایک آیت ہے۔

سورۃ القلم میں تین آیتیں ہیں بڑی عظیم، بڑا عظیم اعلان ہوا ہے ان میں۔ اس پر میں اس خطبے کو ختم کروں گا۔

سورۃ القلم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ۔ اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ۔ مَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ (القلم:۳۵ تا ۳۷) یقیناً متقیوں کے لئے اپنے رب کے پاس نعمت سے پر باغات ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا ہم مسلمانوں سے مجرموں کا سلوک کریں گے؟ اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ۔ مَا لَكُمۡ تمہیں ہو کیا گیا ہے، كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ کیا تمہاری مجلس کا فیصلہ یا تمہارے اپنے فیصلے ہمیں اس بات پر مجبور کر دیں گے۔ (كَيۡفَ عربی میں تهــــديـــــد کے لئے بھی آتا ہے یعنی ڈرانا کہ ہم تمہیں سزا دیں گے تمہارے فعل پر كَيۡفَ یہاں بمعنی تھدید کے ہے) تمہیں ہو کیا گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو تم۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری مجلس کا فیصلہ یا تمہارا کوئی حکم جو ہے اس کے نتیجہ میں ہم مجرموں کے حق میں ان کی اپنی

دعاؤں کو قبول کرلیں گے اور جو مسلمان ہیں ان کی دعاؤں کو رد کر دیں گے اس فیصلہ کے بعد ہم دعائیں سچے اور حقیقی مسلمان ہی کی قبول کریں گے۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے، کیسا فیصلہ کرتے ہو تم۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اس فیصلہ کے نتیجہ میں ہم ان سے جنہیں ہم حقیقی اور سچا مسلمان پائیں گے ہم کلام نہیں ہوں گے۔ ان پر وحی کا دروازہ بند کر دیں گے کیونکہ تم نے یہ فیصلہ کرلیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ جو میرے فدائی ہیں اور جاں نثار ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ میرے لئے وقف کر چھوڑا ہے وہ میری آنکھوں میں پیار کی بجائے غصہ دیکھیں گے۔ نہیں، وہ میری آنکھوں میں تمہارے فیصلوں کے باوجود اور تمہارے فیصلوں کے بعد بھی پیار ہی دیکھیں گے، پیار ہی پائیں گے اور اطمینانِ قلب انہیں حاصل ہوگا۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے، کیسا فیصلہ کرتے ہو تم۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اس فیصلہ کے بعد قرآن کریم کے چھپے ہوئے اسرار جو ہیں وہ اپنے مسلمان بندوں پر ظاہر نہیں کریں گے۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے، کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اس فیصلہ کے بعد ہمارا یہ منصوبہ کہ آج کے زمانہ میں ساری دنیا میں اسلام کو، اسلام کے حسن اور اسلام کے نور کو ظاہر کر کے غالب کریں اس منصوبہ کو چھوڑ دیں گے اور جو ہمارے مطہر بندے ہیں ان پر قرآن کریم کے علوم کے دروازے بند کر دیں گے۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے، کیسا فیصلہ کرتے ہو تم۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اس فیصلہ کے بعد ہم اپنے اس فیصلہ کو بدل دیں گے کہ مومنوں اور مسلمانوں پر کافروں کو غلبہ نہیں ہوگا، اور ہم تمہارے فیصلہ کے پیچھے چلیں گے اور غلبہ کافروں کو دیں گے اور ناکام مومنوں کو کریں گے۔ ایسا تو نہیں ہوگا۔ مَا لَکُمْ تمہیں ہو کیا گیا ہے، کس قسم کے فیصلے کرتے ہو تم۔

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارے اس فیصلہ کے بعد جو ہمارے پیارے، ہمارے مقرب، ہماری رضا کی راہوں پر چلنے والے، ہر آن اس فکر میں رہنے والے کہ ہم ان سے راضی ہو جائیں، اعمال صالحہ بجا لانے والے، قربانیاں دینے والے، جو ان کی سمجھ کے مطابق ہماری

ہدایت اور روشنی کے نتیجہ میں ہمیں خوش کرنے والے ہیں ان کے نتیجہ میں ان کی زندگی کا ہر پہلو بالادستی کا پہلو ہے اپنے اس بنیادی فیصلے کو تمہاری خاطر چھوڑ دیں گے۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ تمہیں ہو کیا گیا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)